فریضہ حج کا معاشی پہلو

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اتارے گئے تو انہوں نے اللہ تعالی سے پوچھا کہ کدھر منہ کر کے عبادت کروں؟ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ایک کمرہ تعمیر کرلیں اور ادھر منہ کر کے عبادت کے مناسک ادا کرتے رہیں۔ طوفان نوح علیہ السلام میں وہ کمرہ زمیں بوس ہوگیا۔ حضرت ابراہم علیہ السلام جو حضرت علیہ السلام کی قریبی پشت سے تھے انہوں نے اپنے فرزندار جمند کے ساتھ اس کمرے کی تاسیس نو کی۔ اسکی تین دیواریں سیدھی اور ایک دیوار گول تھی۔ پہلی بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کمرے کا طواف کیا اور اللہ تعالی نے انہیں مناسک حج سکھائے۔ جب محسن انسانیت ﷺ کی عمر مبارک پنتیس برس کی تھی تو قریش نے اس کمرے کو نئی اور مضبوط دیواروں پر استوار کیا۔ تعمیراتی سامان کی کمی کے باعث چوتھی دیوار بھی سیدھی کردی گئی البتہ دیوار کے سیدھا ہونے سے عمارت کا جو حصہ باہر رہ گیا اسے حطیم قرار دے دیا۔ اس کمرے، کعبۃ اللہ کی زیارت کے لیے سفر کرنا حج یا عمرہ کہلاتا ہے، تاہم مکمل حج یا عمرے میں کچھ دیگر مراسم عبودیت بھی شامل ہیں۔

حج کی عبادات کم وبیش چار ہزار سالوں سے جاری ہیں۔ تواتر کے ساتھ ادا ہونے والی یہ دنیا کی قدیم ترین عبادت ہے۔ قریش مکہ نے ان عبادات ومناسک میں بدعات اور شرک کی آمیزش بھی کردی تھی لیکن خاتم النبیین ﷺ نے اسے ایک بار پھر سنت ابراہیم علیہ السلام کے مطابق ترتیب دے کر ہر طرح کی آلائشوں سے پاک صاف کردیا۔ اب عمر بھر میں ایک بار اس شخص پر سفر حج فرض کردیا گیا ہے جو اسکی استطاعت رکھتا ہو۔ تب سے آج تک امت مسلمہ نے ایک حج بھی قضا نہیں کیا حالانکہ ایک زمانے میں حج کرنا جان جوکھوں کا کام ہوتا تھا۔

ادائیگی حج کے اگرچہ بہت سے پہلو ہیں جن میں ایک سیاسی پہلو ہے کہ تمام مسلمانوں کا نمائندہ اجتماع امت کی سیاسی قوت کا آئینہ دار ہو، ایک معاشرتی پہلو ہے کہ مشرق ومغرب کے مسلمان باہم معاشرتی اختلاط سے ایک اسلامی معاشرت کے امین بنیں، ایک مذہبی پہلو ہے کہ لمبے سفر کے بعد قرب الہی کا وسیلہ زیادہ خلوص اور محبت کے ساتھ میسر آئے، ایک سیاحتی پہلو ہے کہ قریہ قریہ شہر شہر سے گزرنے کے باعث ایک حاجی اللہ تعالی کی زمین اور انسانی تہذیب و

ثقافت کا مشاہدہ کرتا چلے، ایک دفاعی پہلو ہے امت کا اتنا بڑا اجتماع اور مسلمانوں کے اتحاد سے دشمنوں پر دھاک بیٹھ جائے، ایک مساوات کا پہلو ہے کہ امیر غریب، عالم جاہل، گورے کالے، عربی عجمی اور شرقی غربی کل حجاج ایک ہی قسم کے کپڑوں میں ایک ہی رخ میں ایک ہی کلمہ زبان سے نکالتے ہوئے چلے جارہے ہیں اور ایک بین الاقوامی پہلو ہے کہ ہر نسل، ہر رنگ، ہر زبان اور ہر علاقے کی نمائندگی موجود ہے۔

ہم وقت کے اس دھارے سے گزر رہے ہیں کہ صد ہائے افسوس کہ حج جیسی عظیم الشان عبادت کے یہ تمام پہلو معطل ہیں اور امت اپنی تاریخ کے بہت ہی سیاہ دور سے گزر رہی ہے۔ ممکن ہے ماضی میں بھی کبھی ایسا ہوا ہو یا شاید مستقبل میں بھی ایسا پھر ہو جائے لیکن حج کا معاشی پہلو کبھی بھی معطل نہ ہوگا۔ جب تک حج کا عمل جاری رہے گا لاکھوں نہیں کروڑ ہا لوگوں کا روزگار اس عبادت سے وابستہ رہے گا۔ ان لوگوں میں امیر و غریب تو ہونگے ہی لیکن کتنی حیرانی کی بات ہے کہ انبیاء علیھم السلام کی جاری کی ہوئی اس عبادت کے معاشی پہلو میں غیر مسلم بھی برابر کے بلکہ بعض اوقات مسلمانوں سے زیادہ کے شریک رہیں گے۔

ایک حاجی جب حج کا ارادہ کرلیتا ہے تو لوگ اسے مبارک باد دینے آتے ہیں، ہر آنے والا پھول ساتھ لاتا ہے اور اس طرح پھولوں والوں کا روزگار کھل جاتا ہے۔ حج کی پیشگی مبارک دینے والی اکثریت مٹھائی یا کوئی تحفہ یا ہدیہ بھی ساتھ لاتی ہے اس طرح ان لوگوں کا روزگار کھلتا ہے جہاں سے یہ مٹھائی یا تحفہ و ہدیہ خریدا جاتا ہے۔ حج کے لیے حاجی صاحب اکیلے نہیں جاتے بلکہ پورا گاؤں انہیں بسوں پر بٹھا کر شہر تک چھوڑ کر آتا ہے (قطع نظر اس بات کے کہ یہ امور جائز ہیں کہ نا جائز)۔

شہر پہنچ کر یا پہلے سے ہی حاجی صاحب نے کسی ہوائی کمپنی کا ٹکٹ خریدنا ہے۔ ہوائی کمپنیوں کی اکثریت غیر مسلموں کی ملکیت ہوتی ہے لیکن کتنی حیرانی کی بات ہے کہ حج اور عمرے کا سیزن پوری دنیا کی ہوائی کمپنیوں کے لیے خوب کمائی کا سیزن ہوتا ہے۔ بعض ادارے تو صرف حج اور عمرے کا ہی کام کرتے ہیں اور پھر بھی لوگوں کو ان سے شکایت رہتی ہے سیٹ نہیں مل سکی۔ ان ہوائی کمپنیوں سے بلا مبالغہ کروڑ ہا لوگوں کی ہنڈیا وابستہ ہوتی ہے اور انکے کاروبار کا بہت بڑا اور بڑا واضح حصہ سفر سعادت سے ہی منسلک ہوتا ہے۔ ان ہوائی کمپنیوں کے ایجنٹ اور پھر انکے ثانوی ایجنٹ دور دراز کی بستیوں میں اپنے دفاتر کھول کر بیٹھتے ہیں اور ایک حاجی جو اپنی رقم سے ٹکٹ خریدتا ہے نہ معلوم اس ایک ٹکٹ کی رقم کتنی کتنی جگہوں پر تقسیم در تقسیم ہو کر تو پہنچتی ہے اور لوگوں کے کاروبار کا باعث بنتی ہے۔

حاجی اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ حج و عمرے کے انتظامات پر کتنی رقم خرچ ہوتی ہے؟ اسکا اندازہ لگانا ہمارے لیے ممکن نہیں لیکن ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ سارا سال ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں کی ان گنت ٹیمیں حج و عمرے اور حرمین شریفین کے انتظامات میں مصروف عمل رہتی ہیں۔ کم و بیش دنیا کے ہر خطے کا مسلمان ان مقامات پر کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ حاجیوں کے لیے صفائی اور قیام وطعام کے انتظامات سے لے کر حرمین شریفین کی توسیع تک بے شمار لوگوں کا روزگار وابستہ ہو رہتا ہے۔ سارا سارا سال اخباروں

میں اشتہار چھپتے ہیں اور ساری دنیا سے ماہر لیبر اور خام لیبر ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں میں بھر بھر کر حجاز مقدس لے جائی جاتی ہے جہاں سے وہ اپنے ظرف کے مطابق سعادت اور اپنے فن کے مطابق دنیا کما کر لاتے ہیں۔

خاص حج کے موقع پر بھیڑ، بکریوں اور اونٹوں کے ریوڑ کے ریوڑ منی کے مقام پر لائے جاتے ہیں اور انہیں ذبح کیا جاتا ہے۔ان جانوروں کے گلے بان اپنے سال بھر کی محنت کا بہت معقول معاوضہ وصول لیتے ہیں اور اس طرح صحرا کے باسی جہاں مہینوں تک زمین کی مٹی بارش کی بوند کو ترس جاتی ہے، حج کی عبادت انکی وسعت رزق کا باعث بن جاتی ہے۔

پھر جو جانور حکومتی انتظام کے تحت ذبح کیے جاتے ہیں انکا گوشت دنیا کے مختلف علاقوں میں غرباء کو پہنچادیا جاتا ہے اور یوں حج کی عبادت لوگوں کا پیٹ بھرنے کا باعث بن جاتی ہے۔

جاپان چین اور فرانس غیر مسلم ممالک ہیں ،ان سمیت دنیا کے بیشتر سیکولر ممالک سے بحری جہاز بھر بھر کے حجاز مقدس کی بندرگاہوں پر اترتے ہیں جن میں ٹوپیاں، تسبیحیں، جائے نمازیں، کھلونے، مشینری اور کپڑے سمیت نہ جانے قسم قسم کی مصنوعات لدی ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ایک شاندار انتظام کے تحت دنیا بھر کے لاکھوں امیر لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے وہ دل کھول کر خریداری کرتے ہیں، کوئی بھی حاجی خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا، پس دنیا بھر کی بے شمار انڈسٹریز صرف حج کی بنیاد پر قائم ودائم ہیں اور ان میں کام کرنے والوں اور انکی چیزیں خرید کر آگے بیچنے والے اور ان سے خرید کر مزید آگے بیچنے والے اور پھر حاجیوں کے ہاتھ فروخت کرنے والے سب کے سب کا معاشی مسئلہ اللہ تعالی نے حج وعمرے کی عبادات ومناسک سے جوڑ رکھا ہے۔

حاجی حج سے واپس آتا ہے تو ایک بار پھر لوگ بسیں بھر بھر کے اسکے استقبال کے لیے ہوائی اڈوں یا ریلوے اسٹیشنوں پر پہنچتے ہیں گھر کے بچوں کے لیے کھلونے، خواتین کے لیے کپڑے اور نوجوانوں کے لیے انکے مزاج کی اشیا اور پوری برادری، پڑوسیوں اور گاؤں والوں کے لیے تسبیح، ٹوپی، زمزم اور کھجور کے تحفے ارسال کیے جاتے ہیں۔

معاش انسان کی اولین ضرورت ہے وہ پیدا ہوتے ہی سب سے پہلے اپنی معاش کا تقاضا کرتا ہے، اللہ تعالی کتنا بڑا رزاق ہے کہ محض ایک عبادت سے پوری دنیا میں گردش دولت کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے، تجوریوں سے زر نکل کر مختلف ہاتھوں سے ہوتا ہوا بھوکے کے پیٹ تک جا پہنچتا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ بھوکا امیر ہے کہ غریب ہے، ان پڑھ ہے کہ جاہل ہے اور حتی کہ مسلمان ہے کہ غیر مسلم۔اور پھر اس حج پر خرچ کی ہوئی رقم حاجی کے اپنے رزق میں کتنی برکت کا باعث بنتی ہے؟ دنیا کا کوئی پیمانہ اسکی پیمائش کرنے سے قاصر ہے۔سچ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ایسا ہے جیسے "ایک دانہ بویا جائے جو سات بالیوں کی زراعت کا باعث ہو ہر ہر بالی میں سو سو دانے ہوں"۔ یہ تو دنیا کا حال ہے، آخرت میں اسکا کتنا اجر ملے گا؟ اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے۔

☆☆☆